میں ستور مجازی وصال کی نعمت ابدی اور حقیقی وصال کی دولت سے بدل گئی اور بیت اللہ سے پہلے رب البیت تک پہنچ گئے۔ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ حضرت کی زندگی اس قحط الرجال میں ایک مثالی زندگی تھی، علم کے ساتھ تواضع، سادگی، خلوص، استغناء، درد دین اور احیاء سنت کا جذبہ بیکراں اس زندگی کے نمایاں خدوخال ہیں۔ اس دور کے بعد شاید ہی ایسے بے لوث اور سراپا اخلاص وعمل بزرگ مل سکیں گے۔ نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک ایک بوسیدہ مسجد کی چھت اور کبھی درختوں کی چھاؤں میں زمین کے فرش پر بیٹھ کر تشنگان حدیث رسولؐ کو علوم نبویہ سے سیراب کرتے رہے۔ تلامذہ کا حلقہ پاک وہند کے علاوہ افغانستان بلکہ پورے وسط ایشیا تک وسیع ہے تعداد آٹھ دس ہزار کے لگ بھگ تو ضرور ہوگی، پھر یہ ساری خدمت خالص رضائے مولیٰ کی خاطر، نہ عہدہ نہ تنخواہ نہ منصب نہ کوئی وظیفہ اور نہ کوئی ادارہ بلکہ وہ خود اپنی ذات سے ایک انجمن تھے، بڑے بڑے اداروں کے منصب تدریس وصدارت کی پیشکش بھی اس مجسمہ توکل کی آبروئے فقر وقناعت پر اثر انداز نہ ہو سکی، پوری زندگی قرون اولیٰ کے محدثین کا نمونہ تھی۔ اور جس طرح ہندوستان کی سرزمین میں شاہ ولی اللہ مرحوم نے حدیث نبویؐ کی قندیل روشن کی اسی طرح شمال مغربی سرحدی علاقے اور وسط ایشیا کے بلاد میں جو علمی زوال وانحطاط کا شکار ہو چکے تھے حدیث کا غلغلہ حضرت مرحوم کی ذات سے ہوا۔ پھر صرف مسند تدریس کی رونق قائم نہیں رکھی، بلکہ میدانِ تصنیف میں ایک ممتاز شارح اور مصنف حدیث ہونے کا ثبوت مشکوٰۃ شریف کی فاضلانہ شرح کی شکل میں دیا۔ ارشاد وتزکیہ باطن میں ایک نامور شیخ کا مقام پایا، اس کے ساتھ ساتھ دین حق پر جب بھی کوئی نازک وقت آیا اور دین کی متاع مقدس پر زیغ والحاد نے دست اندازی کرنا چاہی یا دینی اقدار میں رخنہ ڈالنا چاہا تو حمیتِ دینی سے سرشار بڑھاپے اور بیماری کے احساس سے بے نیاز شیخ اعلاء حق کیلئے میدان میں کود پڑے، تحریک ختم نبوت کی تاریخ اس عمر رسیدہ محدث کی قربانی اور جذبۂ جہاد کو فراموش نہ کر سکے گی۔ ولی اللٰہی خانوادہ اور قاسمیؒ ومحمودیؒ قافلہ، علم وعمل اور دعوت وعزیمت کے اس فرزند جلیل پر بجا طور پر نازاں رہے گی ـــ چودھویں صدی ختم ہو رہی ہے، اکابر واسلاف کا سلسلۃ الذہب (سنہری زنجیر) ٹوٹ رہا ہے۔ دو ایک کڑیاں رہ گئی تھیں وہ بھی بکھرنے لگیں، مگر فتنوں کا زور بڑھ رہا ہے۔ آثار قیامت نمایاں ہیں اگر آنے والی نسلوں کا رشتہ اپنے

دّرِیں ماضی سے بالکل کٹ گیا، اور بیچ کی کوئی کڑی بھی باقی نہ رہی تو یہ یقیناً قیامت کے آثار میں نمایاں اور واضح نشانی ہوگی یہ بزرگ آئے اور زندگی کے روشن مینار فتنوں کے اندھیروں میں جلاکر چلے گئے، اب ان ہی خطوط پر چلنا ہے۔ ہم ایک ایسے دور میں داخل ہونے والے ہیں، جس میں زہد، اخلاص، علم وعمل، توکل وقناعت اتباعِ سنت اور دین کی دردمندی کی ایسی بے لوث اور جامع مثالیں عنقا ہوں گی، علم وعمل جیسی روحانی چیزوں کو مادیت کے حقیر ترازو سے تولا جائے گا، اگر دین کے حاملین اور علمِ نبوت کے نام لیواؤں نے اپنے ان اسلاف کی زندگی سے سبق نہ سیکھا تو خودغرضی، لالچ خوف اور طمع حبّ جاہ ومال میں ڈوبی ہوئی "عالمانہ زندگی" سے بھٹکنے والوں کی رہنمائی نہ ہوسکے گی یہ علم کا زوال ہوگا جسے قیامِ قیامۃ کا پیش خیمہ کہا گیا ہے ــــــ وہ دیکھئے ملاء اعلیٰ میں امام ابوحنیفہؒ اور احمد بن حنبلؒ کی محفل اور شیخ احمد سرہندیؒ، ولی اللہ الدہلویؒ، محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ الہند محمود الحسنؒ اور حسین احمد مدنیؒ، احمد علی لاہوریؒ کے جلو میں نصیر الدین غورغشتویؒ بھی پہنچ گئے ہیں، اور سب مل کر ہمیں دعوتِ عمل دے رہے ہیں کہ وراثتِ نبوت کے دعویدارو اور تاجدارِ ختمِ نبوت کے نام لیواؤ اگر تم ہماری جیسی ابدی زندگی اور درجاتِ قربِ خداوندی چاہتے ہو تو اپنی زندگی کی ہر متاع کو حفاظتِ دین پر نثار کردو، اپنی ہر حرکت وعمل اور ہر بات میں رحمۃ للعالمینؐ کی زندگی کا مجسّم نمونہ بن جاؤ کہ وقت نازک سے نازک تر ہوتا جارہا ہے، اور ذمہ داری تمہاری سخت سے سخت تر ہوتی جارہی ہے ــــــ ان قدسیوں کا پیغام بس یہی ہے کہ تمہارا جینا اور مرنا صرف اور صرف اسلام کیلئے ہونا چاہئے، تم اگر سوچو تو اسی معیار پر، بولو تو اسی پیمانے اور کرو تو وہی جو ہم نے کر دکھایا۔ یہی فوز وفلاح ہے، یہی سرخروئی اور یہی تمہارے منصب کا تقاضا ــــــ کاش! الشیخ الحدیث غورغشتویؒ کے تازہ داغِ مفارقت سے ہمارے زخم ہرے ہوجائیں ــــــ جذباتِ تحفظِ دین اور مدافعتِ اسلام کے احساسات تیز تر ہوں تو جانے والے کی بارگاہ میں یہی ہمارا بہترین خراجِ تحسین ہوگا۔ اللّٰھم اعطہ اجرہٗ ولا تحرمنا بعدہٗ وارزقہ الجنّۃ

★

اوائل جنوری میں ہفتہ عشرہ کیلئے ڈھاکہ جانا ہوا، سیاسی پارٹیوں کے ساتھ بنیادی حقوق کے حصول اور احیاء جمہوریت کے سلسلہ میں جمعیۃ العلماء اسلام کا فیصلہ قوم کے سامنے آچکا

ہے جو کانفرنس میں اکابرِ جمعیۃ کے بہترین تدبّر، اور کئی دن کے غور و خوض کا نتیجہ ہے۔ یہ اشتراک صرف منفی پہلو پر تھا مگر الحمدللہ کہ پھر بھی تمام اکابرِ جمعیۃ بالخصوص جمعیۃ کے مدبّر اور باشعور قائد مولانا مفتی محمود صاحب نے ڈھاکہ کی عمومی اور خصوصی میٹنگوں میں نہایت دو ٹوک اور واضح انداز میں بار بار تمام پارٹیوں کو یہ چیز ذہن نشین کرائی کہ جمعیۃ العلماء کا مقصود و مطلوب اوّل و آخر اسلام ہے جو دنیا و آخرت اور معاش و معاد سب کا جامع ترین نظامِ ہدایت ہے۔ اور یہ کہ جمعیۃ کا اصل نشانہ کفر والحاد اور لادینی ہے۔ اصل تصادم نظریات سے ہے اور اشخاص سے توافق یا تقابل تو حصولِ مقصود کا ایک ذریعہ ہے آج اگر حزبِ اقتدار دینی اقتدار کی بحالی میں سنگِ گراں بنی ہے اور جمعیۃ کا فرضِ منصبی ہے کہ اسے راہ سے ہٹا دے تو کل یہی جدوجہد اور جوشِ عمل، تنظیم اور قوتِ حزبِ اختلاف کے ان عناصر کی سرکوبی میں بھی پیش پیش ہوگا، جو مسندِ اقتدار پر پہنچ کر اسلام کے نام پر حاصل کی گئی مملکت سے غداری کر کے اسلام اور اسلامی اقدار سے گریز کرنا چاہیں گے ۔۔۔ جن لوگوں کی نظریں موجودہ دور کی لادینی مغربیت پر ہیں یا دورِ عصر حاضر کے غیر فطری معاشی ازموں کو اپنا کعبہ مقصود بنا چکے ہیں، انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جمعیۃ العلماء اسلام بلکہ علماءِ حق کا ہر فرد زندگی کی آخری رمق تک ان کے خواب کو ہرگز شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیگا، اگر جمعیۃ نے بعض ایسی پارٹیوں کے لادینی عزائم کو بھانپ کر بھی موجودہ حالات میں اشتراک کر لیا ہے تو یہ صرف اس لئے کہ اسلام کے نام پر لٹے پٹے مسلمانانِ پاکستان کو اپنی "لیلائے مقصود" سے وصال کا موقع مل سکے جو صرف اور صرف اسلام ہے۔ اور یہ فیصلہ عوام کی عدالت میں تبھی ہو سکتا ہے کہ انہیں فیصلہ کرنے کا حق اور موقع مل جائے، ہمیں یقین ہے کہ عوام کا یہ فیصلہ نہ تو کیپٹل ازم کے بارہ میں ہوگا، اور نہ سوشلزم یا کمیونزم کے حق میں بلکہ صرف خالص دینِ فطرت اسلام کے بارہ میں ہوگا۔

★

ڈھاکہ میں جمعیۃ العلماء مشرقی پاکستان نے ایک کھلے اجلاس کی شکل میں اپنی وسعت ہمہ گیری اور قوت کا مظاہرہ بھی کیا جو وہاں کے علماءِ حق کو حالات کی نزاکت اور تنظیم کی ضرورت محسوس ہو جانے کے لحاظ سے لائقِ صد تحسین ہے، اس ناچیز کا تاثر ملک کے اُس حصّہ کے بارہ میں یہی ہے کہ دین سے محبت اور والہانہ تعلق کے لحاظ سے وہاں کے باشندے بہت

آگئے ہیں، آئے دن اس کی مثالیں سننے اور دیکھنے میں آتی رہتی ہیں۔ اس کا ایک ادنیٰ نمونہ ڈھاکہ کے قریب ٹونگی میں ہونے والے تبلیغی جماعت کے اجتماع کی شکل میں بھی میرے سامنے آیا کہ ۵، ۶ لاکھ مسلمانوں کا مجمع ایک دیوانے میں گھر بار چھوڑ کر جمع ہے اور اُن کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف دین کی دل سوزی اور فکرمندی ہے، یہ ایک مثالی اجتماع تھا، اس کے مقابلہ میں لادینی عناصر کی قوت بہت کم ہے، مگر پھر بھی سیاست کی ترجمانی کرنے والے کلّی یا جزوی طور پر دین سے بہت دور ہیں اور میدان خالی ہونے کی وجہ سے سیاست پر لادینی عناصر کا غلبہ ہے اور خدا اور تصورِ آخرت سے باغی کرنے والے لٹریچر کو فروغ کا موقع بھی مل رہا ہے ـــــ پس اس مہلک مرض کا اگر کوئی علاج ہے تو یہی کہ وہاں کے علماءِ حق زیادہ سے زیادہ جوشِ عمل، اخلاص، تنظیم اور قوتِ ایمانی سے میدان میں کود پڑیں، سادہ دل اور مخلص عوام کو دین کی اخلاقی اور معاشی قدروں سے روشناس کرائیں اور دین کی جامعیت اور اعتدال کے مقابلہ میں موجودہ خالص مادی نظاموں کی بے اعتدالی اور بے مائگی ثابت کردیں، انہیں زندگی کی صحیح کامیابی کا راستہ دکھائیں اس کے لئے مستحکم تنظیم، سیاسی تدبر کے ساتھ ساتھ عصرِ حاضر کے لادینی نظاموں سے پوری واقفیت اور گہری نظر بھی ضروری ہے۔ اگر علماءِ حق نے اس نہج پر کام کو تیز تر کردیا تو سیاسی قیادت خودبخود دیندار طبقہ کے ہاتھ آجائے گی اور اس کا رخ بے دینی کی طرف نہیں موڑا جاسکے گا۔ وہاں کی سرزمین علماءِ حق کے لحاظ سے بہت زرخیز ہے، پھر جس مٹی کی سیرابی بطلِ اسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ جیسے سراپا دعوت و عزیمت بزرگوں کے ہاتھوں سے ہوئی ہو اگر وہاں بھی علماء جمود اور تعطل کا شکار ہوئے اور قیادت لادینی نظریات کے علمبردار سیاستدانوں کے ہاتھ میں گئی تو یہ نہ صرف ان علماء کے حق میں بلکہ وہاں کے لئے دینی، سیاسی، معاشی اور اخلاقی و ملکی لحاظ سے بھی بدترین المیہ ثابت ہوگا۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

سمیع الحق

۳۰؍ جنوری ۶۹ء

دعواتِ حق (زیرِ طبع)

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ کے خطباتِ جمعہ اور دیگر اہم تقاریر کا مجموعہ (حصہ اوّل) شاندار ترتیب، دلآویز کتابت، آفسٹ طباعت میں شائع ہو رہا ہے، تفصیلات کیلئے رابطہ قائم کریں۔

ناشر:- احمد عبدالرحمان صدیقی، مکتبۂ حکمتِ اسلامیہ نوشہرہ صدر ضلع پشاور